سوال

(180) حیض اور نفاس کی مدت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حیض و نفاس کی اقل واکثر مدت محدثین کے نزدیک کتنی ہے ؟ کیاان ایام میں مساس وقراءت قرآن جائز ہے ۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

حیض کی اقل اور اکثر مدت میں اختلاف ہے ۔ حنفیہ کہتے ہیں : اقل مدت تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں اور شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اقل ایک دن رات ہے اور اکثر پندرہ دن ہے

حنفیہ اپنے مذہب پر مندرجہ ذیل حدیث پیش کرتے ہیں :

«اقل الحیض للجارة البکر والثیب ثلاثة ایام واکثر عشرة ایام ۔ »

''یعنی کنواری اور بیوہ کے لیے اقل مدت حیض تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں ۔ ''

اس کو طبرانی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد میں عبدالمالک مجہول ہے اور علاء بن کثیر اور حفص بن عمر العدل دونوں ضعیف ہیں ۔ نیز یہ اسناد منقطع ہے ۔ اگرچہ اس حدیث کے قریب اور روایتیں بھی آئی ہیں مگروہ بھی سب ضعیف ہیں ۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تخریج ہدایہ کے ص 44 میں ان کی تفصیل کی ہے ۔ مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی عمدة الرعایة حاشیہ شرح وقایہ کے ص 103 میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ روایات ضعیف ہیں مگر کئی سندوں سے مروی ہیں اس لیے ان کو قوت حاصل ہوگئی نیز انس رضی اللہ عنہ ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، معاذ رضی اللہ عنہ اور عثمان بن ابوالعاص اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتاوی بھی ان روایتوں کے موافق ہیں ۔ اس سے بھی ان روایتوں کو تقویت ہوگئی ۔

مولوی عبدالحئی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کچھ شبہ ہے وہ یہ کہ کئی سندوں سے تقویت اس وقت ہوتی ہے جب سندوں میں تھوڑا تھوڑا ضعف ہو ۔ یہاں بہت زیادہ ضعف ہے اور فتاوی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی کیئوں کی سند ضعیف ہے ملاحظہ ہو دار قطنی صفحہ 77 اور کتاب الامام امام شافعی رحمہ اللہ جلد اول ص 55 وغیرہ نیز صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول آگے آتا ہے کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں اور اقل ایک دن رات ہے اس لیے یہ تقویت مفید نہیں ۔

نیز اس حدیث میں جو حنفیہ نے پیش کی ہے یہ لفظ ہیں :

«للجاریۃ والثیب التی قد ایست من الحیض» (دار قطنی ص 80)

یعنی کنواری اور بیوہ حیض سے ناامیدی کے زمانہ کو پہنچ گئی اس کے حیض کی اقل مدت تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں ۔ حالانکہ یہ کسی کا مذہب نہیں کہ بیوہ ناامیدی کے زمانہ کو پہنچ جائے تو پھر اقل مدت تین دن ہیں اور اکثر دس دن ہیں نہ حنفیہ اس کے قائل ہیں نہ کوئی اور ۔ پس اس حدیث کو دلیل میں پیش کرنا ٹھیک نہیں ۔

شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ اپنے مذہب پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں :

«تمکث احدھن شطر عمرہا لا تصلی»

''یعنی عورت اپنی نصف عمر نماز نہیں پڑھتی ۔''

اس کو عبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے ۔

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر ص 60 وغیرہ میں بیہقی سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس کو کتب حدیث میں نہیں پایا ۔ اسی طرح اوروں سے بھی نقل کیا ہے کہ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی ۔ اور قاضی ابو لعلی سے بحوالہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو عبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی کتاب السنن میں روایت کیا ہے ۔ پھر کہا ہے عبدالرحمن بن ابی حاتم کی کوئی کتاب نہیں جس کو سنن کہا جاتا ہو لیکن ہوسکتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو کتاب السنن کا پتہ نہ لگا ہو اور قاضی ابو العلی کو لگ گیا ہو اور ممکن ہے قاضی ابو العلی کو کتاب کے نام میں غلطی لگی ہو ۔ بہر صورت اس میں شبہ نہیں کہ عبدالرحمان بن ابی حاتم اپنی کسی کتاب میں اس کو باسناد لائے ہیں ۔ کیونکہ قاضی ابو العلی جھوٹ نہیں کہہ سکتے ۔ رہی یہ بات کہ یہ صحیح ہے یا ضعیف ۔ تو اس کا مدار اس کی سند کے دیکھنے پر ہے ۔ چونکہ کتاب کا ملنا مشکل ہے ۔ اس لیے اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا ۔ سر دست اس کو یوں ہی سمجھ لیا جائے کہ یہ ضعیف ہے ۔

شیخ منصور بن یونس بہوتی نے شرح منتہی الارادات کے ص 94 میں اور شیخ منصور بن ادریس نے کشاف القناع عن متن الاقناع کے ص 144 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے :

«ما زاد علی خمسۃ عشر استحاضۃ واقل الحیض یوم ولیلۃ ۔»

''یعنی جو پندرہ دن سے زیادہ ہوجائے وہ (حیض نہیں بلکہ بیماری کا خون) استحاضہ ہے اور اقل حیض ایک دن رات ہے ۔''

پھر ان دونوں صاحبان نے بحوالہ امام احمد رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک ماہ میں تین حیض آنے کا قول بھی نقل کیا ہے ۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ایک دن حیض آکر 13 دن بند رہا، پھر ایک دن آکر 13 دن بند رہا، پھر ایک دن حیض آگیا ۔ پھر کہا ہے اس میں رائے قیاس کا کوئی دخل نہیں تو گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے ۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اقل مدت حیض کی ایک دن رات ہے ۔

شیخ منصور بن ادریس رحمہ اللہ نے کشاف القناع کے صفحہ مذکورہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید میں (کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں) کتاب السنن عبدالرحمن بن ابی حاتم کے حوالہ سے اوپر کی حدیث بھی ذکر کی ہے یعنی عورت اپنی نصف عمر نماز نہیں پڑھتی ۔ پھر بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کو کسی کتاب حدیث میں نہیں پایا ۔ اور امام ابن منجا سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث کسی طرح ثابت نہیں پھر کہا ہے :

''قال فی المبدع وذکر ابن منجا انہ رواہ البخاری وھو خطأ''

یعنی مبدع میں کہا ہے کہ ابن منجانے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہواکہ فریقین کی پش کردہ احادیث ضعیف ہیں۔ جو استدلال کے قابل نہیں بلکہ حنفیہ نے جو حدیث پش کی ہے وہ خود بھی اس کے قائل نہیں۔ کیونکہ اس میں بیوہ کے ساتھ ناامیدی کے زمانہ کو پہنچنے کی قید ہے۔ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم دونوں طرف ہیں۔ تو اب فیصلہ کس طرح ہو؟ ہمارے خیال میں اب واقعات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ واقعات مذہب شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کو ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الام جلداول ص 55 میں فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو ہمیشہ ایک دن حیض آتا تھا۔ اس پر کبھی زیادہ نہیں ہوا۔ خود اس نے مجھے کہا اور کئی اور کا ذکر کیا جن سے بعض کو تین روز سے کم حیض آتا تھا اور بعض کو پندرہ روز اور بعض کو تیرہ روز۔

شیخ منصور بن ادریس رحمہ اللہ نے کشاف القناع جلداول ص 144 میں عطا بن رباع سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا اس کو پندرہ دن حیض آتا تھا اور ابو عبد اللہ الزبیری سے نقل کیا ہے کہ ہماری عورتوں میں بعض کو ایک دن حیض آتا تھا۔

دار قطنی کے ص 77 میں ہے۔ شریک رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے ہاں ایک عورت ہے جس کا حیض تندرستی اور صحت کے ساتھ پندرہ دن رہتا ہے۔ اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے ہاں ایک عورت ہے اس کو صبح سے حیض شروع ہوتا ہے شام کو پاک ہو جاتی ہے۔

اس طرح کے بہت واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض کی اقل مدت ایک دن رات ہے اور اکثر پندرہ دن ہے بلکہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جو واقعہ ذکر کیا ہے اس میں صرف ایک دن بغیر رات کے مذکور ہے۔ کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ صبح سے شروع ہو کر شام کو بند ہو جاتا ہے۔ پس راجح وہی ہے جو واقعات سے ثابت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف روایتیں آنے کا سبب بھی واقعات ہی ہیں جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے اقل مدت تین دن اور اکثر دس دن بتلائی ہے ان کو ایک دن اور پندرہ دن کا واقعہ پش نہیں آیا اس لیے انہوں نے یہی خیال کیا۔ اور جو ایک دن اور پندرہ دن کے قائل ہیں۔ ان کے مشاہدہ میں یہ شئے آگئی۔ پس ان کی بات معتبر ہوگی۔

نفاس کی اقل مدت کی بابت ایک ضعیف حدیث حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تخریج ہدایہ ص 44 میں ذکر کی ہے اس میں ہے:

«لا نفاس دون اسبوعین ولا نفاس فوق اربعین یوماً۔»

یعنی نفاس دو ہفتوں سے کم نہیں اور چالیس دن سے زائد نہیں۔ اور ایک حدیث دار قطنی کے ص 82 میں ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں۔

«اذا مضی للنساء سبع ثم رات الطہر فلتغتسل ولتصل»

''یعنی جب نفاس والی عورت پر ایک ہفتہ گزر جائے پھر طہر دیکھے پس چاہیے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔''

اس روایت پر دار قطنی نے کلام نہیں کی اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے جس میں کلام ہے مگر اس کے بغیر بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ نیز بقیہ جب عن کے ساتھ روایت کرے وہ زیادہ ضعیف ہوتی ہے۔ یہ حدیث اخبرنا کے ساتھ روایت کی ہے۔

اکثر مدت نفاس چالیس دن ہے اس کے متعلق بہت روایات آئی ہیں اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے صرف حسن بصری رحمہ اللہ پچاس روز کہتے ہیں اور عطاء اور شعبی ساٹھ روز کہتے ہیں۔ چنانچہ ترمذی میں ہے مگر ترجیح چالیس کے قول کو ہے اگر زیادہ خون آئے تو اس کو استحاضہ (بیماری) کا خون سمجھے۔ اس میں نماز پڑھے اور قرأت وغیرہ بھی کرے اور خاوند بھی اس کے ساتھ جماع کر سکتا ہے۔ حیض نفاس کے دنوں میں ان کاموں سے کوئی بھی درست نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الطہارت، حیض اور مستحاضہ کا بیان، ج1ص258

محدث فتویٰ